فیضان قطب مدینہ

کتاب = اصول الشاشی

مدرس = ممتاز علی مدنی عطاری

مکاتب = علیان عطاری

Scanned with CamScanner

ن (جمعہ)

مصنّف کے حالات :-

13-5-2022

① نظام الدین شاشی نے یہ کتاب اس وقت لکھی جب ان کی عمر پچاس برس تھی اس لیے اس کتاب کا نام (اَلْخَمْسِیْنَ) رکھ دیا :-

② بعض لوگوں نے مصنف کا نام اسحاق بن ابراھیم بھی لکھا ہے :-

③ خلاصہ یہ ہے کہ علاقہ ترک میں بستی شاشی سے تعلق رکھنے والے علامہ نظام الدین شاشی حنفی نے مسلکِ احناف پر اُصولِ فقہ مُرتّب کی اور کتاب کا نام 'الخمسین' رکھا تھا تاہم بعد میں مصنف کی طرف نسبت اسے اُصولِ شاشی بھی کہا جانے لگا :-

مقدّمۃُ الکِتاب :-

عبارت :-

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ أَعْلٰى مَنْزِلَةَ الْمُؤْمِنِيْنَ بِكَرِيْمِ خِطَابِهٖ وَرَفَعَ دَرَجَةَ الْعَالِمِيْنَ بِمَعَانِيْ كِتَابِهٖ وَخَصَّ الْمُسْتَنْبِطِيْنَ مِنْهُمْ بِمَزِيْدِ الْإِصَابَةِ وَثَوَابِهٖ،

وَالصَّلَاةُ عَلَى النَّبِيِّ وَأَصْحَابِهٖ وَالسَّلَامُ عَلٰى أَبِيْ حَنِيْفَةَ وَأَحْبَابِهٖ، وَبَعْدُ فَإِنَّ أُصُوْلَ الْفِقْهِ أَرْبَعَةٌ، كِتَابُ اللّٰهِ تَعَالٰى وَسُنَّةُ رَسُوْلِهٖ وَإِجْمَاعُ الْأُمَّةِ وَالْقِيَاسُ فَلَا بُدَّ مِنَ الْبَحْثِ فِيْ كُلِّ وَاحِدٍ مِّنْ هٰذِهِ الْأَقْسَامِ لِيُعْلَمَ بِذٰلِكَ طَرِيْقُ تَخْرِيْجِ الْأَحْكَامِ :-

Scanned with CamScanner

(2)

ترجمہ :-

تمام تعریفیں اُس رب کیلئے ہیں جس نے اپنے کریم خطاب سے مؤمنوں اَعلٰی منزل عطا فرمائی۔ اور اپنی کتاب کے معانی کو سمجھنے کی وجہ سے علماء کو بلند درجہ عطا فرمایا۔ اور ان میں سے حق تک پہنچنے اور ثواب کی وجہ سے مجتہدین کو خاص فرمایا۔

اور درود و سلام ہوں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر اور ان کے اصحاب پر۔ اور سلام ہو ابو حنیفہ اور ان کے احباب پر۔ اور اس کے بعد فقہ کے چار اصول ہیں :
① اللہ کی کتاب ② حضور کی سنت ③ اُمت کا اجماع
④ قیاس :-

سوال ۱ اصول فقہ کتنے اور کون کون سے ہیں۔

ج اصول فقہ چار ہیں: ① کتاب اللہ ② سنتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ③ اجماعِ امت۔ ④ قیاس (عقل)۔

(3) (1)

البحث الاول فی کتاب اللہ تعالیٰ۔

خاص کی تعریف :-

خاص ایسا لفظ ہے جس کو وضع کیا گیا ہو معنی معلوم کے لئے یا شخص معلوم کے لئے انفرادی طور پر۔
مثال: (زَیْدٌ)۔

عام کی تعریف :

ہر وہ لفظ جو شامل تمام افراد کے لئے لفظی طور پر جیسے (مُسْلِمُوْنَ)۔ یا معنوی طور پر جیسے۔ (مَنْ)۔

خاص کا حکم :-

کتاب اللہ پر عمل کرنا واجب ہے۔
یقینی طور پر کتاب اللہ کے مقابلے میں خبر واحد یا قیاس ہوں تو اگر ان دونوں کو جمع کرنا ممکن ہوں خاص کے حکم میں بغیر کسی تبدیلی کے تو دونوں پر عمل کریں گے ~~اور اگر عمل کرنا ممکن نہ ہو تو کتاب اللہ~~) اگر ان دونوں کو جمع کرنا ممکن نہ ہوں تو کتاب اللہ پر عمل کریں گے جو اس کے مقابلے میں ان کو چھوڑ دیں گے جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ (يَتَرَبَّصْنَ بِأَنْفُسِهِنَّ ثَلَاثَةَ قُرُوْءٍ)۔

(4) (2)

23-5-2022

① خاص کی مثال :-

:- (يَتَرَبَّصْنَ بِأَنْفُسِهِنَّ ثَلَاثَةَ قُرُوءٍ) :-

اس آیت مبارکہ میں لفظ 'ثلاثہ' خاص ہے :-

★ اور لفظ 'قروء' مشروت ہے دو معنی میں: ① حیض ② طہر :-

امام اعظم کے نزدیک 'قروء' سے مراد حیض ہے: اور امام شافعی کے نزدیک 'قروء' سے مراد طہر ہے :-

② خاص کی دوسری مثال :-

: (قَدْ عَلِمْنَا مَا فَرَضْنَا عَلَيْهِمْ) :

اس آیت مبارکہ میں لفظ 'فَرَضْنَا' خاص ہے تقدیر میں یعنی مہر کو مقرر کرنے میں: اور یہی ہمارا یعنی احناف کا موقف ہے۔ اور ہمارے یعنی احناف کے نزدیک مہر کی کم از کم مقدار دس درہم ہے۔

امام شافعی کی دلیل :-

نکاح عقد مالی ہے۔ اور فرماتے ہیں: مہر شرعاً مقرر نہیں ہے بلکہ زوجین کی رائے پر موقوف ہے۔

Scanned with CamScanner

(ز)

(3)

23-5-2022

دلیل :-

مہر معقود علیہ (یعنی جس چیز پر عقد واقع ہوا ہے) اس کا بدل ہے جس طرح عقود مالیہ میں عاقدین جس قیمت پر راضی ہو جائیں وہی معقود علیہ کا بدل ہوتی ہے اسی طرح زوجین جس مقدار پر راضی ہو جائے وہی مہر ہوگا :-

احناف کی دلیل :-

فَرَضْنَا یعنی 'مہر مقرر کرنا' اس کی اضافت اللہ عزوجل کی جانب ہے البتہ آیت تعیین مقدار میں مجمل ہے اور اس کی تفسیر/بیان حدیث میں موجود ہے :-

حضور علیہ السلام نے فرمایا :-

لَا مَهْرَ أَقَلَّ مِنْ عَشَرَةِ دَرَاهِم :-

(ج) خاص کی تیسری مثال :-

:(حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ) :-

اس آیتِ مبارکہ میں تنکح عورت کی جانب سے وجود نکاح میں خاص ہے :-

عاقلہ بالغہ اپنا نکاح خود کر سکتی ہے یا نہیں اس میں اختلاف ہے :-

Scanned with CamScanner

(6)

23-5-22

احناف کے نزدیک عاقلہ بالغہ اپنا نکاح خود کر سکتی ہے:-
1 شوافع کے نزدیک نہیں کر سکتی:-

2 شوافع کی دلیل:-
حدیث پاک میں مروی ہے:-
أَيُّمَا اِمْرَأَةٍ نَكَحَتْ نَفْسَهَا بِغَيْرِ وَلِيِّهِمَا فَنِكَاحُهَا بَاطِلٌ بَاطِلٌ بَاطِلٌ:-

1 دلیل کا رد:-
مذکورہ حدیث خبرِ واحد ہے اور خبرِ واحد کے ذریعے کتاب اللہ کا رد نہیں کیا جا سکتا:-

2 دلیل کا رد:-
اصولِ حدیث کا مسلمہ قاعدہ ہے کہ: راوی اگر اپنی مروی روایت کے بعد اس کے خلاف عمل کرے تو وہ قابلِ حجت/دلیل نہیں رہتی:-

عام کی تعریف:-
ہر وہ لفظ جو شامل ہو تمام افراد کیلئے لفظی طور پر: جیسے: (مُسْلِمُوْنَ) یا معنوی طور پر: جیسے: (مُشْرِكُوْنَ):-

عام کی اقسام :-

عام کی دو قسمیں ہیں :

① عَامٌ خُصَّ عَنْهُ الْبَعْضُ :

وہ عام جس سے بعض افراد کو خاص کیا گیا ہو:

② عَامُ الَّذِیْ لَمْ یَخُصَّ عَنْهُ شَیْءٌ :

وہ عام جس سے کسی چیز کی تخصیص نہ کی گئی ہو :-

عام غیر مخصوص کا حکم :-

عمل کے لازم ہونے کے حق میں خاص کے قائم مقام ہوں :-

عام غیر مخصوص کی مثال :-

:(وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوْا اَیْدِیَهُمَا جَزَاءً بِمَا کَسَبَا نَکَالًا مِنَ اللّٰهِ) :-

ترجمہ :-

جو مرد یا عورت چور ہو تو اللہ عزوجل کی طرف سے سزا کے طور پر ان کے عمل کے بدلے ان کے ہاتھ کاٹ دو۔

Scanned with CamScanner

اس کی چند صورتیں ہونگی :-

① مال مسروق اگر چور کے پاس موجود ہو تو اس صورت میں بالاتفاق ہاتھ کاٹنے کے ساتھ وہ مال بھی اس سے واپس لیا جائے گا :-

② مال مسروق اگر چور کے پاس ہلاک ہو گیا تو اس صورت میں : امام شافعی کے نزدیک :
قطع ید کے علاوہ چور سے مال مسروق کا تاوان بھی لیا جائے گا :-

دلیل :- امام شافعی اس کو مال مغصوب پر قیاس کرتے ہیں جس طرح غاصب سے ہلاک شدہ مال کا تاوان لیا جاتا ہے اسی طرح مال مسروق کا تاوان بھی لیا جائے گا :-

احناف کی دلیل :-
یہ ہے کہ اللہ عزّ وجل نے چوری کی سزا کو بیان فرمایا : (جَزَاءً بِمَا كَسَبَا) اس میں کلمہ (مَا) عام ہے جو چوری کی ہر اس فعل کو شامل ہے جو سرقہ اس

امام شافعی کی دلیل کا رد :-
قطع ید کے ساتھ تاوان بھی لازم قرار دیا جائے تو سزا قطع ید اور تاوان کا مجموعہ قرار پائے گی اس طرح کتاب کے حکم پر زیادتی لازم آئے گی اور قیاس کے ذریعے کتاب اللہ کے حکم پر زیادتی جائز نہیں ہے :-

Scanned with CamScanner

عام غیر مخصوص کی دوسری مثال .

شوافع کا موقف . سورۃ الفاتحہ کی تلاوت کے بغیر نماز نہیں ہوگی .

احناف کا موقف : نماز میں مطلق قراءت فرض ہے .

شوافع کی دلیل . حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان .

احناف کی دلیل : فاقرءوا ما
اس آیت سے واضح ہوتا ہے کہ قرآن پاک کی کسی جگہ سے کچھ آیت تلاوت کرنے سے نماز ہو جاتی ہے .

شوافع حضرات کی دلیل کا جواب : یہ حدیث منفی کمال پہ مخصوص ہے یعنی فاتحہ کے بغیر نماز کامل نہیں ہوتی .

شوافع حضرات کی دوسرا جواب . یہ حدیث خبر واحد ہے اور خبر واحد کے ذریعے قرآن پاک کے عموم کو تبدیل نہیں کیا جاسکتا .

Scanned with CamScanner

عام غیر مخصوص کی تیسری مثال :-

:- (وَلَا تَأْكُلُوا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللّٰهِ عليه) :-

☆ متروک التسمیۃ سے مراد :-
یہ ہے کہ ذبح کے وقت جانور پر اللّٰہ
کا نام نہ لیا گیا ہو :-

☆ اس کی دو صورتیں ہونگی :-
① متروک التسمیہ عامداً ② متروک التسمیہ
ناسیاً :- اور اللّٰہ کا فرمان (وَلَا تَأْكُلُوا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ
اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ) :- اس کی وجہ سے متروک التسمیہ
ناسیاً اس حکم سے خارج ہے :-

☆ مگر حدیث پاک ہے :- رُفِعَ عَنْ أُمَّتِي الْخَطَاءُ
وَالنِّسْيَانُ :- کی وجہ سے تسمیہ ناسیاً اس حکم سے خارج ہے :-
لہذا متروک التسمیۃ ناسیاً کا کھانا جائز ہے :-

☆ اگر خبر واحد : (كُلُوهُ فَإِنَّ تَسْمِيَةَ اللّٰهِ فِي قَلْبِ كُلِّ
مُؤْمِنٍ) : کی وجہ سے متروک التسمیہ عامداً بھی کھانا
جائز ہے تو کتاب اللّٰہ کا نسخ لازم آئے گا :-

☆ اور یہ بات درست نہیں ہے اس وجہ سے خبر واحد کو
چھوڑ دیا جائے گا اور کتاب اللّٰہ پر عمل کیا جائے گا :-

Scanned with CamScanner

عام غیر مخصوص کی چوتھی مثال :-

(وَأُمَّهَاتُكُمُ اللَّاتِي أَرْضَعْنَكُمْ) :-

یہ آیتِ مبارکہ اپنے عموم کی وجہ سے مُرضِعَة کے نکاح کی حُرمت کا تقاضہ کرتی ہے :-

حرمت رضاعت کے بارے میں اختلاف :-

شوافع حضرات کے نزدیک :-
ایک یا دو گھونٹ دودھ پلانے سے حُرمت رضاعت ثابت نہیں ہوتی :-

احناف کے نزدیک :-
تھوڑا یا زیادہ دودھ پلانے کا حکم برابر ہے یعنی اس سے حرمت رضاعت ثابت ہو جائے گی :-

شوافع حضرات کی دلیل :-
حضور کا فرمان :-
(لَا تُحَرِّمُ الْمَصَّةُ وَلَا الْمَصَّتَانِ وَلَا الْإِمْلَاجَةُ وَلَا الْإِمْلَاجَتَانِ) :-

احناف کی دلیل :-
اللہ عزوجل کا فرمان :-
:(وَأُمَّهَاتُكُمُ اللَّاتِي أَرْضَعْنَكُمْ) :-

اس فرمانِ مبارک میں کسی مخصوص مقدار کا ذکر نہیں ہے لہٰذا تھوڑا یا زیادہ دودھ پلانے سے رضاعت ثابت ہو جائے گی:-

شوافع حضرات کو جواب :-

اس کا جواب یہ ہے کہ وہ حدیث خبرِ واحد ہے اور خبرِ واحد قرآن مجید کے عموم کو تبدیل نہیں کر سکتی نیز تطبیق کی بھی کوئی صورت ممکن نہیں لہٰذا خبرِ واحد کو چھوڑ دیں گے اور قرآن پر عمل کریں گے:-

عَامٌ خُصَّ عَنْهُ الْبَعْضُ (عام مخصوص) کا حکم :-

تخصیص کے بعد باقی افراد پر عمل کرنا واجب ہے اگرچہ مزید تخصیص کا احتمال باقی رہے گا:- جب باقی افراد کی تخصیص پر کوئی دلیل قائم ہو جائے تو خبرِ واحد اور قیاس سے ان کی تخصیص جائز ہے البتہ جب عام کے تحت تین افراد رہ جائے تو مزید تخصیص نہ ہو گی کیونکہ یہ نسخ قرار پائے گی جو خبرِ واحد اور قیاس کے ساتھ جائز نہیں :-

سوال :- عام مخصوص البعض میں تخصیص کا احتمال باقی کیوں رہتا ہے ؟ :-

Scanned with CamScanner

جواب: عام مخصوص البعض میں تخصیص کا احتمال اس لئے باقی رہتا ہے کہ اگر مخصص نے مجہول افراد کو نکالا ہوگا تو پھر ہر فرد کے اندر احتمال آ جاتا ہے کہ وہ عام میں داخل ہو یا پھر خارج ہو:-

اگر مخصص نے معلوم افراد کو نکالا ہوگا تو ہو سکتا ہے کہ وہ کسی علت کی وجہ سے ہو اور یہی علت کسی دوسرے فرد میں پائی جائے اور وہ بھی نکل جائے:-

★ نوٹ:- لہٰذا تخصیص معلوم ہو یا مجہول دونوں صورتوں میں احتمال باقی رہے گا:-

(4)

فصل ۴:- مطلق اور مقیّد کے متعلّق:-

مطلق کی تعریف:-

★ وَالْمُطْلَقُ كُلُّ لَفْظٍ يَدُلُّ عَلَى الذَّاتِ مِنْ غَيْرِ اَنْ مُلَاحِظَةً فِيْهِ الْوَصْفُ :-

ترجمہ:-

مطلق ہر وہ لفظ جو صرف ذات پر دلالت کرے اس میں کسی وصف کا لحاظ نہ کیا گیا ہوں:-

مقیّد کی تعریف:-

اَلْمُقَيَّدُ كُلُّ لَفْظٍ يَدُلُّ عَلَى الذَّاتِ مَعَ مُلَاحِظَةِ الْوَصْفِ فِيْهِ :-

ترجمہ:-

مقید ہر وہ لفظ ہے جو ایسی ذات پر دلالت کرے جس میں کسی نہ کسی وصف کا لحاظ کیا گیا ہوں:-

احناف کے نزدیک مطلق کا حکم:-

کتاب اللہ کا مطلق خاص کی طرح قطعی ہے جب تک کتاب اللہ کے مطلق پر عمل کرنا ممکن ہو تو اس وقت تک خبر واحد یا قیاس کی وجہ سے مطلق پر زیادتی جائز نہیں ہے:-

★ سوال: کیوں جائز نہیں ہے؟

جواب:- کیونکہ کتاب اللہ کے مطلق کو مقید کرنا نسخ ہے اور نسخ کیلئے اصول یہ ہے کہ دلیل ناسخ یا ناسخ کا منسوخ قوی یا مساوی ہونا شرط ہے جب خبر واحد اور قیاس دونوں ظنی ہوں:-

شوافع کے نزدیک مطلق کا حکم:-

کتاب اللہ کا مطلق عام کی طرح ظنی ہے لہٰذا مطلق کو خبر واحد اور قیاس سے مقید کرنا جائز ہے کیونکہ ظنی سے ظنی پر زیادتی جائز ہے لہٰذا مطلق کو خبر واحد یا قیاس سے مقید کرنا جائز ہے:

مطلق کی مثال:-

:- ((فَاغۡسِلُوۡا وُجُوۡهَكُمۡ)):-

اس آیت میں 'مامور بہ' (یعنی جس کام کے کرنے کا حکم دیا گیا ہے) وہ مطلق دھونا ہے.

Scanned with CamScanner

امام شافعی کے نزدیک :-

نیت اور ترتیب وضوء میں شرط ہے :-

نیت کے فرضیت (شرطیت) پر دلیل :-

اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ الخ :-

امام مالکؒ کے نزدیک :-

"مَوَالَاۃ" یعنی پے در پے وضوء میں اعضاء دھونا شرط ہے :-

دلیل :- اَمَرَہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَجُلاً وَفِیْ قَدَمِہٖ لَمْعَۃٌ بِاِعَادَۃِ الْوُضُوْءِ وَ الصَّلَاۃِ :-

ظواہر کے نزدیک :-

بسم اللہ شریف وضوء میں شرط ہے :-

دلیل :-

لَا وُضُوْءَ لِمَنْ لَّمْ یَذْکُرِ اسْمَ اللّٰہِ عَلَیْہِ :-

Scanned with CamScanner

احناف کا موقف :-

وضوء میں اعضاء ثلاثہ اور چوتھا سر کا مسح کرنا فرض ہے :-

دلیل :-

'' فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ ''

اس آیت میں مامور بہ مطلق دھونا ہے۔

رد :-

جب تک کتاب اللہ کے مطلق پر اس کے اطلاق کے ساتھ عمل کرنا ممکن ہو تو خبر واحد اور قیاس سے اس پر زیادتی جائز نہیں ہے لہٰذا حدیث کی وجہ سے وضوء میں نیت، ترتیب تسلسل اور بسم اللہ کی شرط کی زیادتی نہیں کی جائیگی :-

تطبیق :-

لہٰذا کہا جائے گا کتاب کے حکم سے مطلق دھونا فرض ہے اور حدیث پاک کے حکم سے نیت ترتیب سنت ہے

مطلق کی دوسری مثال :-

" اَلزَّانِیَۃُ وَالزَّانِیْ فَاجْلِدُوْا کُلَّ وَاحِدٍ مِّنْھُمَا "

☆ حدِ زنا میں ائمہ کا اختلاف :-
نفی مسئلہ یہ ہے کہ اگر غیر شادی شدہ مرد و عورت زنا کرے تو کیا ان کی حد فقط سو کوڑے ہیں یا کوڑوں کے ساتھ ایک سال کی جلاوطنی بھی ہے :-

احناف کا موقف :- حدِ زنا فقط سو کوڑے ہیں :-
شوافع کا موقف :- حدِ زنا سو کوڑے اور ایک سال جلاوطنی کا مجموعہ ہے :-

☆ شوافع کی دلیل :-
حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے غیر شادی شدہ مرد و عورت کی حدِ زنا بیان کرتے ہوئے فرمایا :
((اَلْبِکْرُ بِالْبِکْرِ جَلْدُ مِائَۃٍ وَ تَغْرِیْبُ عَامٍ)) :-

☆ احناف کی دلیل :-
قرآن پاک کی آیت :
" اَلزَّانِیَۃُ وَالزَّانِیْ فَاجْلِدُوْا کُلَّ وَاحِدٍ مِّنْھُمَا مِائَۃَ جَلْدَۃٍ "

ترجمہ :- مرد و عورت اگر زنا کرے تو ان میں سے ہر ایک کو سو کوڑے مارو :

Scanned with CamScanner

اس آیت سے استدلال اس طرح ہے کہ "الزانیۃ" اور "الزانی" پر الف لام عہد خارجی ہے جس سے مراد غیر شادی شدہ ہیں۔ اور قرآن غیر شادی شدہ کے زنا کی حد فقط سو کوڑے بیان کی ہے:-

نوٹ:-

لہٰذا ہم حدیث پر اس طرح عمل کریں گے کہ کتاب کے حکم میں کوئی تبدیلی نہ آئے۔ لہٰذا کوڑے مارنا یہ حد شرعی ہوگا کتاب اللہ کے حکم کی وجہ سے اور جلاوطنی حدیث پاک کے حکم کی وجہ سے سیاسی مصلحت کے طور پر مشروع ہے:-

مطلق کی تیسری مثال:-

(وَلْيَطَّوَّفُوا

یہ آیت طواف کعبہ کے حکم میں مطلق ہے:-

حکم:
قاعدہ:
ہمارے اصحاب نے فرمایا جب تک کتاب اللہ کے مطلق پر عمل کرنا ممکن ہو اس کی مطلق ہونے کی بناء پر تو اس پر خبرِ واحد یا قیاس کی وجہ سے زیادتی کرنا جائز نہیں:-

Scanned with CamScanner

طواف زیارت میں وضوء شرط ہے یا نہیں:-

اس میں دو آئمہ کا اختلاف ہے۔ امام اعظم، امام شافعی:

امام شافعی کا مؤقف:-
دلیل:- "اَلطَّوَافُ بِالْبَیْتِ صَلَاۃٌ"

امام اعظم کا مؤقف:-
طواف زیارت میں وضوء شرط نہیں ہے:-
دلیل:-
اللہ کا فرمان:- ((وَلْیَطَّوَّفُوْا بِالْبَیْتِ الْعَتِیْقِ))

اس آیت سے استدلال اس طرح کیا کہ آیت "وَلْیَطَّوَّفُوْا" مطلق ہے جو خانہ کعبہ کے ارد گرد چکر لگانے پر دلالت کرتا ہے اس میں وضوء اور عدم وضوء کی قید نہیں ہے:-

نوٹ:- تطبیق آیت اور خبر واحد میں:-
لہٰذا ہم حدیث پر اس طرح عمل کریں گے کہ کتاب اللہ کے حکم میں کوئی تبدیلی نہ آئی۔ لہٰذا مطلق طواف کرنا کتاب اللہ کے حکم کی وجہ سے فرض ہوگا اور طواف میں وضوء واجب ہوگا خبر واحد کے حکم کی وجہ سے:-

مطلق کی چوتھی مثال:-

:- ((وَارْكَعُوا مَعَ الرَّاكِعِينَ)) :-

یہ آیت رکوع کے ذکر میں مطلق ہے تعدیل ارکان کی کیفیت میں
ائمہ کرام کا اختلاف :-

امام شافعی اور امام یوسف کا موقف :-

تعدیل ارکان فرض ہے :-
:- قُمْ فَصَلِّ لَمْ تُصَلِّ :-

طرفین یعنی امام اعظم اور امام محمد کا موقف :-
تعدیل ارکان فرض
نہیں ہے:-
دلیل:- ((وَارْكَعُوا مَعَ الرَّاكِعِينَ)) :-

اس آیت سے استدلال اس طرح ہے کہ "وارکعوا مع الراکعین"
میں مطلق رکوع کا حکم ہے اور رکوع خاص معنی پر دلالت کرنے
کے لئے وضع کیا گیا ہے اور حالت قیام سے جھکنا ہے لہٰذا کتاب
اللہ کے مطلق پر تعدیل ارکان کی قید بڑھا کر مقید کرنا جائز
نہیں ہے :-

نوٹ:-
(تطبیق آیت اور حدیث کے درمیان):

ہم حدیث پر اس طرح عمل کریں گے کہ قرآن پاک کے حکم میں کوئی تبدیلی نہ آئے۔ لہٰذا کتاب اللہ کے حکم کی وجہ سے مطلق رکوع فرض ہوگا۔ اور خبرِ واحد کی وجہ سے تعدیل ارکان واجب ہوگا۔

اللہ کا فرمان:-
((وَالَّذِيْنَ يُظٰهِرُوْنَ مِنْ نِّسَآئِهِمْ الخ)):-

اللہ کا فرمان:-
((فَاِطْعَامُ سِتِّيْنَ مِسْكِيْنًا)):-

مظاہر کی تعریف:-
وہ شخص جس نے اپنی بیوی کو محرماتِ ابدیہ: (یعنی جس سے نکاح ہمیشہ کیلئے حرام ہوں): میں سے کسی کے ایسے عضو سے تشبیہ دی کہ جس کا دیکھنا مظاہر پر حرام ہو: جیسے: یوں کہا: اَنْتِ عَلَیَّ کَظَھْرِ

ظہار کے کفارے تین طرح کے ہیں:-
(1) غلام آزاد کرنا:-
(2) اگر غلام میسر نہ ہو تو مسلسل دو ماہ کے روزے رکھنا:- (3) اگر پہلی دو قسموں میں سے کسی قسم پر قادر نہ ہو تو ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلانا:-

Scanned with CamScanner

فَإِطْعَامُ سِتِّيْنَ مِسْكِيْنًا :-

امام شافعی کے نزدیک کھانا کھلانے کے کفارے میں : "مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّتَمَاسَّا" کی قید ملحوظ ہوگی :-

دلیل :- ان کی دلیل قیاس ہے کہ انہوں نے کفارہ طعام کو کفارہ صوم پر قیاس کیا ہے :-

امام اعظم کے نزدیک : کھانا کھلانے کے کفارے میں : "مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّتَمَاسَّا" کی قید ملحوظ نہیں ہوگی :-

دلیل :- ان کی دلیل کفارے ظہار والی آیت ہے جس میں کفارے طعام کو مطلق رکھا گیا ہے :-

مجمل "فَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ فَإِطْعَامُ سِتِّيْنَ مِسْكِيْنًا" کھانا کھلانے کی حق میں یہ آیت مطلق ہے : "مِنْ قَبْلِ أَنْ يَّتَمَاسَّا" (قبل اجماع) کی قید سے مقید نہیں ہے :-

نقضِ اوّل :- " وَامْسَحُوْا بِرُءُوْسِكُمْ "

کتاب اللہ (مسح الرأس) کے بارے میں مطلق ہے اور تم نے اس کو مقدار ناصیہ (چوتھائی سر کا مسح) کے ساتھ مقید کرنا خبر واحد کی وجہ سے:-

نقضِ ثانی :- " حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ "

کتاب اللہ مطلق ہے حرمۃ ~~نکاح~~ غلیظة کے ختم کرنے میں نکاح کے ذریعے اور تم نے اس کو رفاعہ کی بیوی والی حدیث کی وجہ سے دخول کے ساتھ مقید کر دیا:-

نقضِ اوّل کا جواب:-

کتاب اللہ " وَامْسَحُوْا بِرُءُوْسِكُمْ " مسح کے بارے میں مطلق نہیں ہے بلکہ مجمل ہے اور اس کی تفسیر حدیث "مغیرہ بن شعبہ" والی حدیث نے کر دی:

نقضِ ثانی کا جواب:-

نکاح کو نص (آیت) " حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ " وطی پر محمول کیا گیا ہے۔

Scanned with CamScanner

نکاح کی دو قسمیں ہیں

حقیقی معنی: وطی — مجازی معنی: عقد

آیت میں نکاح کے حقیقی معنی مراد ہے:-

نقضِ ثانی کا جواب ثانی:-

ہم تسلیم کرتے ہیں کہ دخول کے قید حدیث کی وجہ سے ہے مگر وہ "رفاعہ کی بیوی والی حدیث" حدیث مشہور ہے اور حدیث مشہور سے مطلق کو مقید کیا جاسکتا ہے۔ لہذا کتاب اللہ کی خبر واحد سے تقیید لازم نہ آئی:-

" فَصْلٌ فِي الْمُشْتَرَكِ وَالْمُقَيَّدِ "

مشترک کی تعریف:-

اَلْمُشْتَرَكُ مَا وُضِعَ لِمَعْنَيَيْنِ مُخْتَلِفَيْنِ أَوْ لِمَعَانٍ مُخْتَلِفَةِ الْحَقَائِقِ:-

ترجمہ:- مشترک وہ لفظ ہے جو دو مختلف معنوں یا چند مختلفۃ الحقائق معنی کے لئے وضع کیا گیا ہوں:-

جیسے: ((جَارِيَةٌ)) یہ مشترک ہے اور یہ "باندی" اور "کشتی" دونوں معنی کو شامل ہے:-

مشترک کا حکم:

حُكْمُ الْمُشْتَرَكِ أَنَّهُ إِذَا تَعَيَّنَ الْوَاحِدُ مُرَادًا بِهِ سَقَطَ اعْتِبَارُ إِرَادَةِ بِغَيْرِهِ:-

مشترک کا حکم یہ ہے کہ جب اس کا ایک معنی مراد ہو کر متعین ہو جائے تو اس کے غیر کے ارادہ کا اعتبار ساقط ہو جائے گا:-

☆ امام شافعی امام مالک کے نزدیک مشترک کا حکم:-

یہ ہے کہ ایک وقت میں متعدد معانی مراد لیے جاسکتے ہیں بشرطیکہ ان معانی کے درمیان تضاد نہ ہوں:-

عموم مشترک سے مراد:-

یہ ہے کہ مشترک کے دونوں معنی مراد لیے جائیں:-

مؤوّل کی تعریف:-

جب مشترک کے معانی میں سے کوئی ایک معنی غالب رائے سے راجح ہو جائے تو وہ مؤوّل کہلائے گا

Scanned with CamScanner

مؤوّل کا حکم :-

وُجُوْبُ الْعَمَلِ بِہٖ مَعَ اِحْتِمَالِ الْخَطَاءِ :-

مؤوّل پر عمل کرنا واجب ہے خطاؤں کے احتمال کے ساتھ

مؤوّل کی مثال :-

لفظ "قروء" کو حیض پر محمول کرنا :-

(2)

فَصْلٌ : فِي الْحَقِيْقَةِ وَ الْمَجَازِ :-

حقیقت کی تعریف :-

كُلُّ لَفْظٍ وَضَعَهٗ وَاضِعُ اللُّغَةِ بِإِزَاءِ شَيْءٍ فَهُوَ حَقِيْقَةٌ لَهٗ :-

ہر وہ لفظ ہے جس کو واضع لغت نے کسی شئے کے مقابلے میں وضع کیا تو وہ لفظ حقیقت ہے :-

مجاز کی تعریف :-

لَوْ اُسْتُعْمِلَ فِيْ غَيْرِهٖ مَجَازًا :-

اگر لفظ کو غیر ما وضع لہ میں استعمال کیا جائے تو وہ مجاز کہلاتا ہے :-

Scanned with CamScanner

نوٹ :-

قولہ: ثُمَّ الْحَقِیْقَةُ مَعَ الْمَجَازِ اِلَخْ :-

حقیقت اور مجاز کی تعریف کرنے کے بعد "ثُمَّ الْحَقِیْقَةُ"

حقیقت اور مجاز کا حکم بیان کرنا مقصود ہے :-

حقیقت اور مجاز کے حکم میں دو مذہب ہے :-

① مذہب احناف :-

یہ ہے کہ ایک لفظ سے ایک ہی حالت

① میں معنی حقیقی اور معنی مجازی مراد نہیں لیا جاسکتا :-

② مذہب شوافع :-

یہ ہے کہ اگر معنی حقیقی اور معنی مجازی

کو جمع کرنا عقلی طور پر محال نہ ہو تو دونوں کو جمع کرنا

جائز ہے :-

مثال حقیقت اور مجاز کی :-

حضور کا فرمان :-

((لَا تَبِیْعُوْا الدِّرْهَمَ بِالدِّرْهَمَیْنِ وَلَا الصَّاعَ .

بِالصَّاعَیْنِ)) :-

② وضاحت: تو جب لفظ 'صاع' سے "مَا یُدْخَلُ فِی الصَّاعِ" مراد لیا گیا

تو نفس اعتبار ساقط ہو گیا۔ لہٰذا ایک نفس صاع کی دو نفس

صاع کے بدلے بیع جائز ہے :-

Scanned with CamScanner

ع 2

مثال :-

جب آیت ملامستم سے جماع کرنا مراد لیا گیا تو مَسِّ یَد کے اداد کا اعتبار ساقط ہو گیا:

امام شافعی کی جانب سے احناف پر تین اعتراضات :- (3)

(1) پہلا اعتراض :-

احناف کا اصول ہے کہ حقیقت اور مجاز کو ایک حالت میں ایک ہی لفظ سے جمع کرنا جائز نہیں حالانکہ احناف نے ان تین صورتوں میں حقیقت اور مجاز کو جمع کیا ہے:

ع 1

پہلی صورت:

جب کسی نے قسم اُٹھاتے ہوئے یہ کہا: "وَاللّٰہِ لَا اَضَعُ قَدَمِيْ فِيْ دَارِ فُلَانٍ" تو احناف کے نزدیک فلاں شخص کے گھر میں داخل ہوتے ہی حانث ہو جائے گا، چاہے وہ ننگے پاؤں یا جوتے پہن کر داخل ہو یا سواری کی حالت میں داخل ہو: حالانکہ ننگے پاؤں داخل ہونا حقیقت ہے اور باقی صورتوں میں مجاز ہے:-

(2) دوسرا اعتراض :-

"لَوْ حَلَفَ لَا يَسْكُنُ"

کسی نے قسم اٹھائی اور کہا اللہ کی قسم فلاں کے گھر میں سکونت نہیں کروں گا۔

احناف کے نزدیک قسم اٹھانے والا شخص فلاں کے جس
گھر میں داخل ہوگا تو حانث ((قسم توڑنے والا)) ہو جائے گا
چاہے وہ گھر اس کا ذاتی ہو یا کرائے پر یا عاریت کا ہوں :-

③ تیسرا اعتراض:-
"قلنا وضع القدم"
قسم اٹھانے والا شخص مطلقاً دخول

③ تیسرا اعتراض:-
((العبدہ حر یوم یقدم فلان)) :-
کسی نے قسم اٹھائی کہ جس دن فلاں آئے گا اس کا غلام آزاد ہے۔
احناف کے نزدیک فلاں شخص چاہے دن کو آئے چاہے رات
کو آئے بہر حال غلام آزاد ہو جائے گا:- حالانکہ یوم کا حقیقی
معنی دن ہے اور مجازی معنی رات ہے:-

اعتراضات کا جواب:-
"قلنا وضع القدم"
قسم اٹھانے والا شخص مطلقاً دخول سے حانث اس
لئے نہیں ہوا کہ حقیقت اور مجاز کا اجتماع پایا گیا ہے
بلکہ عموم مجاز کی وجہ سے حانث ہوا ہے۔

Scanned with CamScanner

11

عموم مجاز کی تعریف :-

لفظ کا ایسا معنیٰ مراد لیا جائے جس کے تحت معنیٰ حقیقی اور معنیٰ مجازی دونوں آجائیں :-

دوسرے اعتراض کا جواب :-

"دَارِ فُلَانٍ"

یہاں بھی عموم مجاز کی وجہ سے حانث ہوا ہے نہ کہ حقیقت اور مجاز کے جمع کرنے کی وجہ سے۔ کیونکہ دار فلان سے مراد دار سکون خواہ ملکاً خواہ استفادۃ، خواہ اجارۃ ہوں :-

تیسرے اعتراض کا جواب :-

"یَوْمَ یقدم فلان"

اس میں لفظ یوم سے مطلق وقت مراد ہے کیونکہ جب یوم کی اضافت فعل غیر ممتد کی طرف ہو تو اس سے مطلق وقت مراد ہوتا ہے چاہے دن ہو یا رات بس حانث ہو جائے گا۔ عموم مجاز کی وجہ سے نہ کہ حقیقت اور مجاز کو جمع کرنے کی وجہ سے :-

Scanned with CamScanner

12

حقیقت کی اقسام ثلاثۃ کی تعریف :-

① حقیقت متعذرہ :-
وہ حقیقت کہلاتی ہے جس تک رسائی بغیر مشقّت کے ممکن نہ ہو : جیسے عین درخت کا کھانا :-

② حقیقت مھجورہ :-
وہ حقیقت کہلاتی ہے جس پر لوگوں نے عمل کو چھوڑ رکھا ہو اگرچہ رسائی بغیر مشقت کے ممکن نہ ہوں :-

③ حقیقت مستعمل :-
وہ حقیقت کہلاتی ہے جس پر لوگوں کا عمل جاری و ساری ہو کہ نہ لوگوں نے ترک کیا ہو اور نہ ہی اس تک رسائی مشکل ہوں :-

☆ حقیقت متعذرہ اور مھجورہ کا حکم :-

دونوں کو بالاتفاق معنیٰ مجازی کی طرف پھیر دیا جائے گا بشرطیکہ معنیٰ حقیقی کی نیّت نہ کی ہو :-

Scanned with CamScanner

متعذرہ کی مثال:-

کسی نے قسم اٹھائی کہ وہ درخت سے اور ہانڈی سے نہیں کھائے گا اس سے مراد یقیناً درخت اور ہانڈی نہیں بلکہ درخت کے پھل اور ہانڈی سے مراد اس میں پکی ہوئی چیز مراد ہے اور اس کو کھانے سے حانث ہوگا:-

مہجورہ کی مثال:-

توکیل بنفس الخصومہ میں حقیقی معنی صرف جھگڑنا مراد نہ ہوگا بلکہ ہاں نعم یا نہیں لا میں مطلق جواب دینا ہوگا:-

حقیقت مستعمل کی صورتیں:-

اس کی دو صورتیں ہیں:-

(1) اس کا مجاز متعارف ہوگا: (2) اس کا مجاز متعارف نہیں ہوگا:-

مجاز متعارف کی تعریف:-

جس کی طرف ذہن لفظ بولتے ہی منتقل ہو اور وہ حقیقت کے مقابلے میں زیادہ استعمال ہوتا ہو:-

حکم:- حقیقت مستعمل کیلئے مجاز متعارف نہ ہو تو ایسی صورت میں بغیر کسی اختلاف کے حقیقت پر عمل اُولیٰ ہوگا:-

Scanned with CamScanner

مجاز متعارف ہونے کی صورت میں حکم :-

امام اعظم کے نزدیک مجاز متعارف ہونے کی صورت میں حقیقت پر عمل کرنا اولیٰ ہے:

صاحبین کے نزدیک:
عموم مجاز پر عمل ہو یعنی حقیقت اور مجازی معنی دونوں مراد ہوں گے :-

مستعمل کی مثال :-

کسی نے قسم اٹھائی کہ وہ گندم نہیں کھائے گا امام اعظم کے نزدیک یہ قسم گندم کے دانوں کی طرف لوٹے گی :- صاحبین کے نزدیک قسم مطلقاً ہر اس چیز کی طرف لوٹے گی جس کو گندم کا نام شامل ہے: گندم کا نام گندم کے دانوں اور اس سے بنی ہوئی روٹی کو شامل ہے :-

23/6/22

ماشاء اللہ

نوٹ :-

مجاز حقیقت کا خلیفہ ہوتا ہے :-

سوال :-

مجاز حقیقت کا خلیفہ کس اعتبار سے ہے ؟

ج امام اعظم کے نزدیک :

~~حکم~~ لفظ تکلم کے اعتبار سے :-

صاحبین کے نزدیک :-

حکم کے اعتبار سے :-

امام اعظم کے نزدیک ثبوت مجاز کی شرط :-

نحوی ترکیب + معنی کا درست ہونا۔

صاحبین کے نزدیک ثبوت مجاز کی شرط :-

ثبوت مجاز کے لئے حقیقی معنی ہونا ضروری ہے :-

AliHan NAFEES

مثالو:-

جب آقا نے اپنے غلام کے لئے کہا اس حال میں کہ غلام وہ عمر میں آقا سے بڑا تھا:-

((هٰذَا اِبْنِیْ))

صاحبین کے نزدیک کلام مجاز کی طرف نہیں پھیرا جائے گا بلکہ کلام لغو ہو جائے گا: (شرط کے نہ پائے جانے کی وجہ سے): حقیقت کے محال ہونے کی وجہ سے:

امام اعظم کے نزدیک کلام کو مجاز کی طرف پھیریں گے اور غلام آزاد ہو جائے گا:-

وَلَا یَلْزَمُ عَلٰی هٰذَا :-

یہاں سے مصنف امام اعظم کے اصول پر وارد ہونے والا اعتراض اور اس کا جواب ذکر فرما رہے ہیں:-

اعتراض:-

آپ کے اصول کے مطابق ثبوت مجاز کیلئے نحوی ترکیب ضروری ہے تو "هٰذَا اِبْنَتِیْ" جب کسی شخص نے اپنی بیوی کیلئے کہا تو یہاں نحوی ترکیب درست ہے تو یہاں مجازی معنی یعنی بیوی کو طلاق ہونی چاہیئے؟

جواب :-

جب دو چیزوں کے درمیان منافات ہو تو اس صورت میں استعار (یعنی: ایک لفظ کو بول کر دوسرا معنی مراد لینا) جائز نہیں ہوتا لہٰذا بیوی کو بیٹی بول کر مجازاً طلاق مراد لینا جائز نہیں :-

خلاصہ امام اعظم اور صاحبین کے نزدیک یہ کلام لغو ہوگا:

فَصْلٌ: فِيْ تَعْرِيْفِ الطَّرِيْقِ الْاِسْتِعَارَةِ :-

استعارہ کی تعریف :-

واضع نے جس معنیٰ کیلئے لفظ وضع کیا اس میں استعمال نہ ہو بلکہ اس کے غیر میں استعمال ہوں :-

- اہل اصول کے نزدیک مجاز مرسل اور استعارہ دونوں مترادف ہیں:
- اہل اصول کے یہاں حقیقت اور مجاز کے درمیان کسی علاقہ کی بناء پر لفظ کو معنیٰ مجاز میں استعمال کرنا مجاز مرسل بھی ہے اور استعارہ بھی ہے :-

-4-

استعارے کی آسان تعریف :-

لفظ کو مجازی معنی میں استعمال کرنا :-

* استعارہ کی متعدد اقسام ہیں مصنف نے فقط دو کو ذکر کیا ہے :-

علاقہ / مناسبت

پہلی قسم :-
یہ ہے کہ علت اور حکم (معلول) کے درمیان اتصال کی وجہ سے استعارہ ہوں :-

دوسری قسم :-
یہ ہے کہ سبب محض اور حکم کے درمیان اتصال کی وجہ سے استعارہ ہوں :-
دوسری قسم میں استعارہ ایک طرف سے صحیح ہوتا ہے :-
پہلی قسم میں استعارہ طرفین سے صحیح ہوتا ہے :-

پہلی قسم کی مثال :-
"اِنْ اِشْتَرَیْتُ عَبْدًا فَھُوَ اُ"
"اِنْ مَلَکْتُ عَبْدًا فَھُوَ اُ حُرٌّ" :-
پہلی مثال میں 'شراء' سے ملکیت اور دوسری مثال میں 'ملک' سے شراء مراد لینا درست ہے :-

وضاحت :- شراء علت ہے اور ملک حکم ہے چونکہ یہاں علت اور حکم کے درمیان اتصال ہے اس لئے استعارہ دونوں طرف صحیح ہوگا۔ یعنی شراء بول کر ملک اور ملک بول کر شراء مراد لے سکتے ہیں :-

Scanned with CamScanner

دوسری قسم کی مثال :- "حَرَّرْتُكِ"

وضاحت :-

حَرَّرْتُكِ، بول کر طلاق مراد لینا درست ہے اور "طَلَّقْتُكِ" بول کر آزاد مراد لینا درست نہیں کیونکہ یہاں سبب محض اور حکم کے درمیان اتصال ہے اس لئے استعارہ طرفین میں سے ایک طرف سے درست ہوگا۔ یعنی سبب بول کر حکم مراد لے سکتے ہیں۔ لیکن حکم بول کر سبب مراد نہیں لے سکتے :-

فَصْلٌ : فِي الصَّرِيْحِ وَالْكِنَايَةِ :-

صریح کی تعریف :-

"اَلصَّرِيْحُ لَفْظٌ يَكُوْنُ الْمُرَادُ بِهٖ ظَاهِرًا"

صریح وہ لفظ ہے جس کی مراد ظاہر ہو :-

صریح کا حکم :-

پہلا حکم :- وہ اپنے معنیٰ کو ہر جہت سے ثابت کرتا ہے خبر یا انشاء یا نداء میں جس طریقے پر بھی ہو :-

دوسرا حکم :- صریح سے حکم ثابت کرنے کیلئے نیت کی ضرورت نہیں ہوتی :-

صریح کی مثالیں :-

اَنْتِ طَالِقٌ ، یَا طَلَّقْتُكِ ، یَا طَالِقُ

ان تمام سے طلاق واقع ہو جائیگی طلاق کی نیت نہ ہو یا ہوں :-

★ تیمم :-

ہمارے احناف کے نزدیک تیمم طہارت کا فائدہ دیتا ہے :-

امام شافعی کے تیمم کے متعلق دو قول ہیں :-

① تیمم طہارت ضروریہ ہے : ② تیمم طہارت نہیں ہے بلکہ حدث کو چھپانے والا ہے :-

★ تیمم میں اسی اختلاف کی وجہ سے مسائل کی تخریج کی بات ہے دونوں مذہبوں پر :-

① تیمم کا جائز ہونا وقت سے پہلے ، عِنْدَنَا ، لَا عِنْدَهٗ ، یعنی ہمارے نزدیک جائز اور ان کے نزدیک جائز نہیں ہے :-

② ایک تیمم کے ساتھ دو فرض کا ادا کرنا :-

③ تیمم کرنے والے کا وضوء کرنیوالوں کی امامت کرنا :-

④ وضوء کی وجہ سے عضو یا جان سے ضائع ہونے کے خوف کے بغیر تیمم کا جائز ہونا ، عِنْدَنَا ، لَا عِنْدَهٗ :-

⑤ عید اور نماز جنازہ کیلئے تیمم کا جائز ہونا :-

⑥ طہارت کی نیت سے تیمم کا جائز ہونا :-

Scanned with CamScanner

کنایہ کی تعریف :-

وَالْکِنَایَۃُ مَا اسْتَتَرَ مَعْنَاہُ :-

کنایہ وہ ہے جس کا معنی پوشیدہ (مخفی) ہوں:-

★ مجاز متعارف ہونے سے پہلے کنایہ کے قائم مقام ہوتا ہے :-

کنایہ کا حکم :-

کنایہ کے ذریعہ حکم نیت کے پائے جانے یا قرینہ کے پائے جانے کے وقت ثابت ہو گی:-

فَصْلٌ : فِی الْمُتَقَابِلَاتِ :-

نوٹ :-

یہ فصل متقابلات کے بارے میں ہے : اور متقابلات سے ہماری مراد ظاہر ، نص ، مفسر ، محکم ، ساتھ اس کے جو ان کے مقابلے میں یعنی خفی ، مشکل ، مجمل ، متشابہ ہیں :-

ظاہر کی تعریف :-

فَالظَّاهِرُ اسْمٌ لِكُلِّ كَلَامٍ ظَهَرَ الْمُرَادُ بِهِ لِلسَّامِعِ بِنَفْسِ السَّمَاعِ مِنْ غَيْرِ تَأَمُّلٍ :-

ظاہر نام ہے ہر اس کلام کا جس کی مراد سامع کے سنتے ہی ظاہر ہو جائے بغیر غور و فکر کے ۔

نص کی تعریف :-

وَالنَّصُّ مَا سِيْقَ الْكَلَامُ لِأَجْلِهِ :-

(3) نص وہ ہے جس کی وجہ سے کلام کو چلایا گیا ہو :-

① مثال نص اور ظاہر کی :-

اللہ کے فرمان میں: (أَحَلَّ اللَّهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبَا).

آیت میں نص :-

بیع اور ربا کے درمیان فرق کو بیان کرنا :-

(4) آیت میں ظاہر :-

بیع کا حلال ہونا اور ربا کا حرام ہونا :-

② مثال :-

(فَانْكِحُوا مَا طَابَ لَكُمْ مِنَ النِّسَاءِ مَثْنَىٰ وَثُلَاثَ وَرُبَاعَ) :-

آیت میں نص :-

زوجات کی تعداد کو بیان کرنا :-

آیت میں ظاہر :-

نکاح کے مباح و جائز ہونے کے حق میں :-

Scanned with CamScanner

③ مثال:-

(لَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اِنْ طَلَّقْتُمُوْهُنَّ مَا لَمْ تَمَسُّوْهُنَّ اِنْ تَفْرِضُوْا لَهُنَّ فَرِيْضَةً):-

آیت میں نص:-

طلاق کا جائز ہونا وطی سے قبل اور مہر بیان کرنے سے قبل:-

آیت میں ظاہر:-

شوہر کا طلاق دینے میں بااختیار ہونا:-

④ مثال:-

(مَنْ مَلَكَ ذَا رَحِمٍ مَحْرَمٍ مِّنْهُ عُتِقَ عَلَيْهِ):-

حدیث میں نص:- قریبی رشتہ دار کا آزاد ہونا:-

حدیث میں ظاہر:- قریبی رشتہ دار کی ملکیت کا ثبوت ہونا:-

نص وظاہر کا حکم:-

نص اور ظاہر پر عمل کرنا واجب ہے خواہ وہ دونوں عام ہوں یا دونوں خاص ہوں دوسرے معنی کے ارادے کے احتمال کے ساتھ۔ دوسرے معنی کا احتمال رکھنے میں نص اور ظاہر حقیقت کے ساتھ مجاز کی طرح ہے:-

Scanned with CamScanner

نوٹ :-

نص اور ظاہر کے حکم میں فرق دونوں کے تعارض کے وقت ظاہر ہوگا:- تو اسی وقت اعلیٰ کو ادنیٰ پر ترجیع ہوگی یعنی نص کو ظاہر پر ترجیع ہوگی :-

نص اور ظاہر کے حکم میں تعارض کی مثال :-

اگر کسی شخص نے اپنی بیوی سے کہا "طَلِّقِيْ نَفْسَكِ" اور اس کی بیوی نے کہا "اَبَنْتُ نَفْسِيْ" تو اس سے طلاق رجعی ہوگی۔ کیونکہ اس عورت کا قول: "اَبَنْتُ نَفْسِيْ" یہ طلاق رجعی میں نص ہے:- اور طلاق بائن کے وقوع میں ظاہر ہے۔ لہٰذا نص پر عمل کرنا راجع ہوگا:-

مفسَّر کی تعریف :-

اَلْمُفَسَّرُ فَهُوَ مَا ظَهَرَ الْمُرَادُ بِهٖ مِنَ اللَّفْظِ بِبَيَانٍ قِبَلَ الْمُتَكَلِّمِ بِحَيْثُ لَا يَبْقٰى مَعَهٗ اِحْتِمَالُ التَّأْوِيْلِ وَ التَّخْصِيْصِ :-

مفسَّر وہ کلام ہے جس کلام کی مراد لفظ سے متکلم کی جانب سے بیان کے ذریعے ظاہر ہو اس طور پر کہ اس بیان کے ساتھ تاویل اور تخصیص کا احتمال باقی نہ ہو

25

مفسّر کی مثال :-

اِذَا قَالَ: تَزَوَّجْتُ فُلَانَةً شَهْرًا بِکَذَا :-

جب کسی شخص نے کہا میں نے فلاں عورت

ماشاءاللہ بہت عمدہ

20/7/22

جب کسی شخص نے کہا میں نے فلاں عورت سے اتنے مہر کے بدلے میں ایک ماہ کیلئے نکاح کیا :-

وضاحت: بندہ کا یہ قول " تَزَوَّجْتُ " نکاح میں ظاہر ہے :-
لیکن نکاح متعہ کا احتمال باقی ہے :-
اور متکلم کا قول " شَهْرًا " اس سے اس نے اپنی مراد واضح کردی؛
لہٰذا ہم نے کہا اس کا قول " تَزَوَّجْتُ شَهْرًا " یہ متعہ ہے نکاح حقیقی نہیں ہے :-

(47)

26

محکم کی تعریف :-

اَلْمُحْکَمُ فَهُوَ مَا ازْدَادَ قُوَّةً عَلَى الْمُفَسَّرِ بِحَيْثُ لَا يَجُوزُ خِلَافُهُ أَصْلًا :-

محکم وہ کلام ہے جو مفسّر سے زیادہ قوّت کے اعتبار سے اس طور پر کہ محکم کے خلاف کوئی بھی احتمال جائز نہ ہوں:

مثال :- (اِنَّ اللّٰہَ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ) :-

مفسّر اور محکم کا حکم :-

مفسر اور محکم پر قطعی اور یقینی طور پر عمل واجب ہوتا ہے :-

نوٹ :-

بہر حال مذکورہ چار اقسام کیلئے دوسری چار اقسام ہیں

یعنی (وضاحت) : ① ظاہر کی ضد خفی ہے : ② نص کی ضد مشکل ہے ③ مفسر کی ضد مجمل ہے : ④ محکم کی ضد متشابہ ہے :-

Scanned with CamScanner

خفی کی تعریف :-

اَلْخَفِيّ مَا خَفِيَ الْمُرَادُ بِهٖ بِعَارِضٍ لَا مِنْ حَيْثُ الْصِّيْغَةِ :-

خفی وہ کلام ہے جس کی مراد پوشیدہ ہو کسی عارضہ کی وجہ سے نہ کہ نفس حقیقت کے اعتبار سے :-

مثال :- (وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوْا أَيْدِيَهُمَا) :-

وضاحت :- اللہ کا فرمان چور کے حق میں ظاہر ہے جیب کترے اور کفن چور کے حق میں مخفی ہے :-

خفی کا حکم :-

طلب واجب ہے یہاں تک کہ پوشیدگی دور ہو جائے :-

مشکل کی تعریف :-

اَلْمُشْكَلُ فَهُوَ مَا ازْدَادَ خِفَاءً عَلَى الْخَفِيِّ

مشکل وہ ہے جس میں پوشیدگی خفی سے زیادہ ہوں :-

مشکل کی مثال احکام شرع میں :-

اِذَا حَلَفَ لَا يَأْتَدِمُ : جب کسی نے قسم اٹھائی کہ وہ شوربہ نہیں کھائے گا تو یہ ظاہر ہوگی سرکہ اور کھجور کے شیرہ میں اور اسکا قول "لَا يَأْتَدِمُ" مشکل ہے گوشت، انڈے اور پنیر میں :-

28

تیسرا مقام

وضاحت:- کبھی سیاق الکلام کی دلالت کی وجہ سے حقیقت کو چھوڑ دیا جاتا ہے:- مثال:- جب مسلمان نے عربی سے کہا "اِنْزِلْ" یعنی تم اتر آؤ وہ اتر آیا تو وہ امان والا ہوگیا:-

مجمل کی تعریف:-

اَلْمُجْمَلُ فَهُوَ مَا اشْتَمَلَ وُجُوهاً فَصَارَ بِحَالٍ لَا يُوقَفُ عَلَى الْمُرَادِ بِهِ إِلَّا بِبَيَانٍ مِنْ قِبَلِ الْمُتَكَلِّمِ

مجمل وہ ہے جو کئی صورتوں کا احتمال رکھتا ہو وہ ایسی حالت میں ہے جس کی مراد متکلم کی طرف سے بیان کیے بغیر واقفیت نہیں حاصل کی جاسکتی:-

مجمل کی مثال احکام شرع میں:-

حَرَّمَ الرِّبَا :-

وضاحت:-

ربا کا مفہوم مطلق زیادتی ہے حالانکہ (آیت میں) مطلق زیادتی مراد نہیں بلکہ مراد وہ زیادتی ہے جو مکیلی و موزونی چیزوں کو ہم جنس کے ساتھ بیچنے کی صورت میں عوض سے خالی ہوں:-

Scanned with CamScanner

29

متشابہ :-

متشابہ خفاء یعنی پوشیدگی میں مجمل سے

اوپر ہو :-

متشابہ کی مثال :-

حروف مقطعات سورتوں کی ابتدا میں :-

مجمل اور متشابہ کا حکم :-

اس کی مراد کے حق ہونے کا یقین

رکھنا حتی کے بیان آ جائے :-

فَصْلٌ :- فِيمَا يَتْرُكُ بِهِ حَقَائِقُ الْأَلْفَاظِ :-

نوٹ :- یہ فصل ان (امور چیزوں کے بارے) میں جن کی وجہ

سے الفاظ کے حقائق کو چھوڑ دیا جاتا ہے :-

جن امور کی وجہ سے لفظ کی حقیقت کو چھوڑ دیا جاتا ہے وہ

پانچ قسمیں ہیں :-

1) دلالت عرفیہ ② دلالت نفس کلام

3) دلالت سیاق الکلام ④ دلالت متکلم

5) دلالت محل کلام :-

Scanned with CamScanner

30

پہلا مقام دلالت عرفیہ :-

دلالت عرف کی وجہ سے لفظ کے حقیقی معنی کو چھوڑ دیا جاتا ہے یعنی جب لفظ کے حقیقی معنی کے علاوہ کوئی دوسرا معنی عام لوگوں کے درمیان یا کسی مخصوص جماعت کے درمیان معروف و مشہور ہو جائے پھر اس لفظ کا وہی معنی متعارف ہوتا ہے :-

مثال :- لَوْ حَلَفَ لَا يَشْتَرِيْ رَأْسًا " یا " لَوْ حَلَفَ لَا يَأْكُلُ بَيْضًا :-

وضاحت :- ہر قسم اس سر اور انڈے پر محمول ہو گی جس کی خرید و فروخت اور کھایا جانا لوگوں کے درمیان متعارف ہوں :-

دوسرا مقام دلالت نفسِ کلام :-

وضاحت :- کبھی نفس کلام میں دلالت کی وجہ سے حقیقت کو چھوڑ دیا جاتا ہے :-

مثال :- كُلُّ مَمْلُوْكٍ لِيْ فَهُوَ حُرٌّ "

Scanned with CamScanner

وضاحت:-

اس الفاظ سے مکاتب اور معتق البعض آزاد نہیں ہوں گے مگر جب آقا نے نیت کی تو داخل ہوں گے:- کیونکہ لفظ 'مملوک' مطلق ہے ہر اعتبار سے مملوک کو شامل ہے اور مکاتب ہر اعتبار سے مملوک نہیں اور اسی وجہ سے مکاتب میں تصرف جائز نہیں اور نہ ہی مکاتبہ لونڈی سے وطی حلال ہے:-

سوال:- مکاتب، مدبّر و اُمّ ولد میں کیا فرق ہے؟

جواب:- فرق (1) :-

مکاتب میں (رِقِّیّت) یعنی غلامی کامل ہوتی ہے:- اور اُمّ ولد اور مدبّر میں (رِقِّیّت) یعنی غلامی میں نقص یعنی کمی ہوتی ہے کامل نہیں ہوتی ہے:-

18/8/22

فرق نمبر (2) :-

مکاتب میں ملکیت کامل نہیں ہوتی اور اُمّ ولد اور مدبّر میں ملکیت کامل ہوتی ہے:-

تیسرا مقام سیاق الکلام :-

وضاحت:- کبھی سیاق الکلام کی دلالت کی وجہ حقیقت کو چھوڑ دیا جاتا ہے: مثال: جب مسلمان نے حربی سے کہا 'اِنْزِلْ' یعنی تم اتر آؤ وہ اتر آیا تو وہ امان والا ہوگا:-

چوتھا مقام دلالت متکلم :-

وضاحت :-

کبھی متکلم کی جانب سے دلالت کی وجہ سے حقیقت کو چھوڑ دیا جاتا ہے :- مثال :-

فَمَنْ شَاءَ فَلْيُؤْمِنْ وَمَنْ شَاءَ فَلْيَكْفُرْ :-

ترجمہ :- جو چاہے ایمان لائے اور جو چاہے کافر ہو جائے

وضاحت :- یہاں حقیقی معنی مراد نہیں کیونکہ اللہ حکیم اور کفر قبیح (ترجمہ الکلام ہے) اور حکیم قبیح چیز کا حکم نہیں دیتا، لہذا معلوم ہوا کہ غرض اس کلام سے تو بیخ اور سرزنش یعنی ڈانٹنا ہے :-

پانچواں مقام دلالت محلِ کلام :-

وضاحت :-

کبھی محلِ کلام کی دلالت کی وجہ سے حقیقت کو چھوڑ دیا جاتا ہے :- مثال :- بِعْتُ نَفْسِي :

مرد نے کہا : قَبِلْتُ : ان سب الفاظ : وَهَبْتُ ، بِعْتُ مَلَكْتُ کے معنی مجازی "نَكَحْتُ" مراد ہوں گے کیونکہ معنی حقیقی کا محل ہی نہیں قائل آزاد عورت ہیں :-

فصلٌ: فِي مُتَعَلِّقَاتِ النُّصُوصِ :-

لوٹ :-

یہ فصل متعلقات النصوص کے بیان میں ہے اور ہماری اس سے مراد :-

① عبارۃ النص ② اشارۃ النص

③ دلالت النص ④ اقتضاء النص ہے :-

عبارۃ النص کی تعریف :-

مَا سِيقَ الْكَلَامُ لِأَجْلِهِ وَأُرِيدَ بِهِ قَصْدًا :-

جس کی وجہ سے کلام لایا گیا ہو اور اس کلام سے اس کا قصداً ارادہ کیا گیا ہوں :

اشارۃ النص کی تعریف :-

هِيَ مَا ثَبَتَ بِنَظْمِ النَّصِّ مِنْ زِيَادَةٍ وَهُوَ غَيْرُ ظَاهِرٍ مِنْ كُلِّ وَجْهٍ وَلَا سِيقَ الْكَلَامُ لِأَجْلِهِ :-

اشارۃ النص وہ ہے جو نص کے الفاظ سے ثابت ہو بغیر زیادتی کے اور وہ پورے طور پر ظاہر نہ ہو اور نہ ہی اس کی وجہ سے کلام لایا گیا ہو

عبارۃ النص و اشارۃ النص کی مثال :-

لِلْفُقَرَاءِ الْمُهَاجِرِينَ الَّذِينَ أُخْرِجُوا مِنْ دِيَارِهِمْ :-

وضاحت:-

یہ قول مستحقین غنیمت کو بیان کرنے کیلئے لایا گیا ہو۔ لہٰذا یہ قول اس سلسلہ میں نص ہوگا:-

★ اور مہاجرین کا فقر نص کے الفاظ سے ثابت ہو گیا۔ لہٰذا وہ اشارۃ النص ہے:-

★ اور نص اشارہ کرنے والے ہیں اس بات کی طرف کہ کافر کا مسلمان کے مال پر غلبہ پالینا کافر کیلئے مالک بننے کا سبب ہے۔ اور اگر مسلمان کا مال مسلمانوں کی ملکیت میں باقی ہو تو مہاجرین کا فقر ثابت نہیں ہوگا:-

★ مذکورہ آیت سے چند مسائل تخریج کیے گئے ہیں:-

1. استعلاء: (غلبہ پانے کا حکم):-
2. کفار سے خریدنے کی وجہ سے تاجر کیلئے ثبوت ملک کا حکم:-
3. اور اس کے تصرفات یعنی بیع، ہبہ اور اعتقاد کا حکم:-
4. مال غنیمت کے ثبوت کا حکم:-
5. غازی کیلئے ملکیت ثابت ہونے کا حکم:-
6. غازی کے قبضہ سے اس مال کو چھیننے سے پرانے مالک کے عاجز ہونے کا حکم:-

دلالت النص کی تعریف :-

وہ ہے جس کو منصوص علیہ کے حکم کیلئے علت
کے طور پر جان لیا گیا ہو لغت کے اعتبار سے نہ کہ اجتہاد اور نہ
ہی استنباط کے اعتبار سے :-

مثال :-
فَلَا تَقُلْ لَّهُمَا اُفٍّ وَّ لَا تَنْهَرْهُمَا :-

وضاحت :-
پس جو شخص علم لغت کے اوضاع سے واقف
ہے وہ اس آیت کو سنتے ہی سمجھ لیتا ہے کہ ماں باپ
سے ایذاء دور کرنے کی غرض سے تافیف یعنی ان کو اف کہنا
حرام ہے ، اور "یہ دلالت النص" سے ثابت ہوا کہ
ماں باپ کو گالی دینا اور مارنا اسی آیت سے یقیناً حرام ہے۔

پھر دلالت النص نص کے مرتبہ میں ہے حتی کہ دلالت النص
کے ذریعہ عقوبت ثابت کرنا صحیح ہے :-

اقتضاء النص کی تعریف :-

وہ نص پر ایسی زیادتی ہے جس
کے بغیر نص کا معنی متحقق نہ ہوں گویا کہ نص اس زیادتی کا
تقاضہ کرتا ہے تاکہ اس کا معنی فی نفسہ درست ہو جائے :-

Scanned with CamScanner

مثال :-

:- آنتِ طَالِقٌ :-

وضاحت :-

طلاق عورت کی صفت ہے مگر صفت مصدر کا تقاضہ کرتی ہے گویا کہ یہاں مصدر اقتضاء موجود ہے :-

اقتضاء النص کا حکم :-

حکم یہ ہے کہ وہ بطریق ضرورت ثابت ہوتا ہے لہٰذا بقدر ضرورت مقدر ہوگا :-

حکم کی وضاحت :-

(اسی وجہ سے ہمارے علماء نے کہا) جب کسی نے "آنت طالق" کہا اور اس سے تین طلاق کی نیت کی تو صحیح نہیں ہے اس لئے کہ طلاق کو بطریق اقتضاء مذکور فرض کیا ہے لہٰذا بقدر ضرورت مقدر مانا جائے گا اور ضرورت ایک طلاق سے مرتفع ہو جاتی ہے لہٰذا ایک کے حق میں طلاق کو فرض کیا جائیگا :-

Scanned with CamScanner

فصل: فی الامر:-

☆ امر کا لغوی معنی:-

ایک شخص کا دوسرے شخص کو کہنا کہ یہ کام کر:-

☆ اصطلاحی معنی:-

اصطلاحی شریعت میں دوسرے پر فعل لازم کرنے کا تصرف امر کہلاتا ہے:-

☆ وہ کون سے ائمہ ہیں جن کے نزدیک امر کی مراد یعنی وجوب صیغہ امر کے ساتھ خاص ہے؟

فخر الاسلام بزدوی ، شمس الائمہ سرخسی:-

☆ امر مطلق کسے کہتے ہیں اور اس کا کیا حکم ہے؟

امر مطلق وہ امر ہے جس میں لزوم یا عدم لزوم پر دلالت کرنے والی کوئی بات نہ ہو:-

حکم:- ائمہ کا اختلاف ہے لیکن صحیح مذہب یہ ہے کہ جب تک اس کے خلاف پر کوئی دلیل قائم نہ ہو اس پر عمل کرنا واجب ہے کیونکہ امر کا ترک گناہ ہے:-

☆ امر کی بجا آوری کس انداز پر لازم ہوتی ہے؟

امر کی بجا آوری اسی انداز پر لازم ہوتی ہے جس قدر آمر کو مخاطب پر ولایت حاصل ہوتی ہے:-

Scanned with CamScanner

☆ کیا امر بالفعل تکرار کو چاہتا ہے؟

امر بالفعل تکرار کو نہیں چاہتا اور نہ ہی احتمال رکھتا ہے۔

☆ امر بالفعل تکرار کو نہیں چاہتا؟

کسی فعل کا حکم اس فعل کو ایجاد کرنے کی طلب ہوتی ہے اور یہ طلب اختصار کے ساتھ ہوتی ہے اور اختصار ایک بار کا تقاضا کرتا ہے۔

فصل: المامور بہ

☆ مامور بہ کی کتنی قسمیں ہیں؟

دو قسمیں ہیں:

مامور بہ کی اقسام:

- مطلق عن الوقت
- مقید بالوقت
  - وہ جن کیلئے وقت ظرف ہے
  - وہ جن وقت معیار ہے

ماموربہ مطلق کا حکم :-

اسکی ادائیگی تراخی کے ساتھ واجب ہوتی ہے لیکن شرط یہ ہے کہ زندگی میں فوت نہ ہو۔

☆ زکوٰۃ، صدقہ، فطر، عشر مطلق کی کون سی قسم میں شامل ہے اور اگر اس میں تاخیر ہو جائے تو کیا حکم ہے؟

زکوٰۃ، صدقہ، فطر، عشر مطلق عن الوقت میں شامل ہے لہٰذا اگر ان میں تاخیر ہو جائے تو کوتاہی شمار نہیں ہوگی :-

☆ امر مطلق کے سلسلے میں امام کرخی اور ہمارے درمیان کیا اختلاف ہے؟

امام کرخی کیلئے کہتے ہیں کہ علی الفور واجب ہوتا ہے اور ہمارے نزدیک امر مطلق واجب علی التراخی ہوتا ہے۔

☆ جس میں وقت فعل کیلئے ظرف بنتا ہے اسکی تعریف مثال اور حکم تحریر کریں؟

وقت جس کیلئے ظرف بنے اس کے کئی حصہ میں فعل پایا جاسکتا ہے پورا وقت فعل میں مصروف نہیں ہوتا : جیسے نماز :- حکم :- اس کا حکم یہ ہے کہ اس وقت میں اس فعل کی جنس دوسرے فعل کا واجب ہونا اس کے منافی نہیں

☆ جس کیلئے وقت معیار بنتا ہے اسکی تعریف، مثال اور حکم تحریر کریں؟ :-

وہ مامور بہ تمام وقت کو گھیر لیتا ہے اور یہی وجہ ہے کہ وقت کی کمی و زیادتی سے مامور بہ چھوٹا اور بڑا ہوتا ہے:
جیسے: روزہ :-
حکم :- اس وقت میں اسی جنس کی عبادت، اسکے علاوہ جائز نہیں :-

☆ اگر کسی مامور بہ کیلئے شریعت نے وقت مقرر نہ کیا ہو تو کیا بندہ اپنی طرف سے تعیین کا اختیار رکھتا ہے :-

اگر شریعت نے کسی عبادت کیلئے وقت مقرر نہ کیا ہو تو بندے کو مقرر کرنے کا اختیار نہیں ہے مثلاً قضائے رمضان کیلئے بندہ کچھ دن معین کر لیتا ہے اور خیال کرتا ہے کہ ان دنوں قضائے رمضان کے سوا کوئی روزہ نہیں ہوسکتا تو یہ تعیین صحیح نہیں ہوگا :-

☆ کیا بندے کو اپنے آپ پر کوئی چیز واجب کرنے کا حق ہے یا نہ

بندے کو یہ حق ہے کہ وہ اپنے آپ پر کوئی عمل لازم کردے موقت یا غیر موقت البتہ وہ حکم شرع میں تبدیلی کا حق نہیں رکھتا :-

Scanned with CamScanner

بندہ اپنے حق میں ترجیح دے سکتا ہے شریعت کے حق میں ترجیح نہیں دے سکتا اسکی کوئی مثال :-

ہمارے مشائخ فرماتے ہیں کہ اگر میاں بیوی خلع میں یہ شرط رکھیں کہ عورت کیلئے نہ نفقہ ہوگا نہ سکنی تو نفقہ ساقط ہو جائیگا سکنی ساقط نہیں ہوگا حتی کہ عورت کو خاوند عدت والے گھر سے نہیں نکال سکتا کیونکہ عدت والے گھر میں عورت کو سکونت دینا یہ حق شرع ہے اور بندہ اسکو ساقط کرنے کا اختیار نہیں رکھتا جبکہ نفقہ خالص عورت کا ہے شرعی حق نہیں :-

کسی بات کا امر مامور بہ کے حسن پر دلالت کرتا ہے یا نہیں؟

اگر آمر صاحب حکمت ہو تو امر مامور بہ کے حسن پر دلالت کرتا ہے کیونکہ امر اس بات کیلئے بیان ہوتا ہے کہ مامور بہ ان چیزوں میں سے ہے جن کو وجود میں آنا چاہئے لہٰذا امر اسکے حسن کا مقتضی تھا :-

حسن مأموربہ کی کتنی اور کون کونسی قسمیں ہیں :-

حسن مأموربہ کی دو قسمیں ہیں :

حسن بنفسہ

حسن ذات کے اعتبار سے پایا جاتا ہے غیر کی وجہ سے نہیں :- حکم جب بندے پر اس کی ادائیگی واجب ہو جائے تو یہ ادائیگی کے بغیر ساقط نہیں۔

حسن بغیرہ

حسن کا حسن غیر کی وجہ سے ہو۔ حکم: جب وہ واسطہ ختم ہو جائے جسکی وجہ سے اس میں حسن آیا تھا تو مامور بہ ساقط ہو جاتا ہے :-

فصل: الواجب بحکم الامر :-

ادائیگی کے اعتبار سے مامور بہ کی کتنی اور کون کونسی قسمیں ہیں

ادائیگی کے اعتبار سے مأموربہ کی اقسام

ادا

عین واجب کو اسکے مستحق کے حوالے کرنا

قضا

مثل واجب کو اسکے مستحق کے حوالے کرنا۔

Scanned with CamScanner

ادا

کامل

مامور بہ کو بعینہ تمام حقوق کے ساتھ ادا کیا جائے: جب اس انداز میں ادائیگی ہو جائے تو ذمہ داری پوری ہو گی

قاصر

عین واجب کو مستحق کے حوالے اس صورت میں کرنا کہ اسکی صفت میں نقصان ہو اگر اسکی مثل کے ساتھ جبر نقصان ہو سکتا ہے تو نقصان پورا کیا جائیگا ورنہ حکم ساقط ہو جائیگا۔

س: مامور بہ کو ادا کی صورت میں بجا لانا اصل ہے یا قضا کی صورت میں؟

مأمور بہ کو ادا کی صورت میں بجا لانا اصل ہے ادا کامل ہو یا قاصر قضا کی طرف اس وقت رجوع ہوتا ہے جب ادا مشکل ہو: کیونکہ قضا خلف ہے اور خلف کا اعتبار اس وقت ہوتا ہے جب اصل پر عمل کرنا متعذر ہوں:-

س: کیا امام شافعی علیہ الرحمہ کے نزدیک ادا اصل ہے اس سلسلے میں کوئی مثال بھی پیش کریں؟

امام شافعی علیہ الرحمۃ کے نزدیک بھی ادا اصل ہے چنانچہ ان کے نزدیک اگر غاصب کے پاس مغصوب چیز بہت زیادہ تبدیل ہو جائے پھر بھی عین مغصوب کو ہی لوٹانا ہو گا اور نقصان کے باعث ضمان ہو گا:-

Scanned with CamScanner

قضا کی کتنی اور کون کونسی قسمیں ہیں :

☆ قضا کی دو قسمیں ہیں

کامل

ایسی چیز کا مستحق کو سونپنا ہے جو صورتاً اور معنیً واجب کی مثل ہو :

قاصر

جو واجب کی صور
کے اعتبار سے مثل ن
لیکن معنی کے اعتبار
مثل ہوں :-

☆ قضا میں اصل کیا ہے ؟

ادا کی طرح یہاں بھی اصل قضاءِ کامل ہے :-

☆ اگر کسی چیز کی نہ صورتاً مثل ہو نہ معناً تو پھر کیا ہوگا عندالاحناف و عندالشافعی ؟

عندالاحناف :-

جس چیز کی نہ صورتاً مثل ہو نہ معناً
وہاں قضا کا مثل کے ساتھ واجب کرنا چونکہ ممکن نہیں اس لئے
وہ ضامن نہیں ہوگا :-

عندالشافعی :-

ضمان لازم ہوگا :-

★ مثلِ شرعی کسے کہتے ہیں؟

بعض اوقات مثل صوری یا معنوی نہ ہونے کی صورت میں خود شریعت ایک مثل مقرر کر دیتی ہے اسے مثلِ شرعی کہتے ہیں۔

Scanned with CamScanner